Lesson 12. Al-Baqarah (Ayaat 87 - 96): Day 52 سُوْرَةُ البَقَرَة کی تفسیر

جیسے ایک سپیشلسٹ کو دوسرے کا پتا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک ڈاکٹر کو دوسرے ڈاکٹر کا پتا ہوتا ہے کہ وہ کتنا قابل ہے؟ ایک بزنس مین کو معلوم ہوتا ہے کہ دوسرا بزنس مین کس قدر کامیاب ہے اور جیسے ہیرے کی قدر جوہری جانتا ہے بالکل اسی طرح علم والے کو دوسرے کا پتا ہوتا ہے کہ وہ کس قدر اعلٰی پائے کا عالم ہے۔ یہود کو پتا چل گیا تھا کہ نبی پاکؐ اللہ کے رسول ہیں۔ لیکن یہود نے پھر بھی انکار کیا تکبر کی وجہ سے۔ کہ ہم چھوٹے ہو جائیں گے۔ اب کل تک تو مدینہ مین ان کی دھاک تھی اب یہ نبی پاکؐ کے پاس جاتے ہیں۔ اب لوگ یہود کے پاس نہیں جائیں گے۔ علم سیکھنے سے انسان کی عزّت بڑھتی ہے۔ اللہ کے نبیؐ کے آنے سے کتنوں نے فائدہ اُٹھایا۔ سب مشرکین اور یہود کو بھول گئے۔ اُن کے نام تک بھول گئے۔ یہ سب نفس کی، خواہش کی پیروی تھی۔ خود ہی سوچیں ہم سب صحابہ کرامؓ کے ناموں پر نام رکھتے ہیں۔ اُن سے محبت کرتے ہیں۔ ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور بلال سن کر ہی پیار آتا ہے۔ کیا کبھی کسی نے اپنے بچے کا نام ابو جہل رکھا؟

بس یاد رکھیں، اللہ ناشکرے لوگوں سے نعمت واپس لے لیتا ہے۔ اگر اُس وقت مدینہ کے چند یہود مسلمان ہو جاتے تو آج پوری دنیا میں اسلام ہوتا۔ یہود قوم بہت زہین اور قابل ہے۔ ان کی نسلیں سنور جاتیں۔ لیکن انھوں نے تکبر میں آ کر اس نعمت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور آج تک بھٹک رہے ہیں۔ باأثر اور بارسوخ لوگ آئیں گے تو اُن کے ساتھ چار اور آجائیں گے۔

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٩٠﴾

جس چیز کے بدلے انہوں نے اپنے تئیں بیچ ڈالا، وہ بہت بری ہے، یعنی اس جلن سے کہ خدا اپنے بندوں میں جس پر چاہتا ہے، اپنی مہربانی سے نازل فرماتا ہے۔ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب سے کفر کرنے

لگے تو وہ (اس کے) غضب بالائے غضب میں مبتلا ہو گئے۔ اور کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

انھوں نے بہت بُرا سودا کیا۔ اور اُس سے انکار کر دیا جس کو اللہ نے نازل کیا۔ بغی جلن حسد، نفس خواہش۔ یعنی یہ کس بات پر جلتے کڑھتے ہیں کہ اللہ کے نبیؐ بنی اسرائیل سے کیوں نہیں؟ یک ہی بات کی تکرار کرتے رہے اور کبھی خواہش، کبھی تکبر، کبھی ضدّ اور کبھی حسد کی وجہ سے حق کو قبول نہیں کیا۔ تو اللہ نے ان پر غضب پر غضب نازل کئے۔ اللہ جس کو چاہے اپنی نعمت دے اور جس پر چاہے فضل کرے ۔ ہسٹری سے لے کر آج تک دیکھ لیں کیسے یہ ذلیل ہوتے رہے۔

آج مسلمان کیوں ذلیل ورُسوا ہیں۔ عملی انکار ہے۔ قرآن پڑھتے پڑھاتے تو ہم بھی بہت ہیں۔ ہم عمل نہیں کرتے۔ ایک حافظ سے ہم نے پوچھا کہ معنی پتا ہیں تو اس نے کہا کہ نہیں۔ ہم قرآن کو سمجھ کر پڑھیں۔ اور پھر اس پر عمل کریں۔ اسی پر علامہ اقبال نے کہا؛

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر. اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

آج ہم قرآن کو ترک کر کے خوار ہو گئے ہیں۔ ہر مصیبت مسلمان پر ٹوٹ رہی تھی۔ کہ ہم نے نفس اور خواہش کے پیچھے لگ کر جنّت کھو دی۔ کتنا برا سودا کیا، جنت کے بدلے دنیا لے لی۔ یہود خود پرست اور تعصب پسند تھے۔ ان کو اپنے حسد نے جلا دیا۔ پھر کیا کریں؟

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَهُمْ ۗ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٩١﴾ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو (کتاب) خدا نے (اب) نازل فرمائی ہے، اس کو مانو۔ تو کہتے ہیں کہ جو کتاب ہم پر (پہلے) نازل ہو چکی ہے، ہم تو اسی کو مانتے ہیں۔ (یعنی) یہ اس کے سوا کسی اور (کتاب) کو نہیں مانتے، حالانکہ وہ (سراسر) سچی ہے اور جو ان کی (آسمانی) کتاب ہے، اس کی

بھی تصدیق کرتی ہے۔(ان سے) کہہ دو کہ اگر تم صاحبِ ایمان ہوتے تو اللہ کے پیغمبروں کو پہلے ہی کیوں قتل کیا کرتے۔

حق بات کی تلقین کرتے رہیں۔اپنے آپ کو دیکھیں کہ اللہ کے قریب ہو رہی ہوں یا لوگوں سے۔

لا مقصود الّا اللہ لا مطلوب الّا اللہ۔

پھر جب اُن سے کہا جائے کہ اللہ نے جو نازل کیا اُس کی طرف آجاؤ۔ پھر وہ آگے سے جواب دیتے ہیں کہ نہیں ہم تو بس اپنی کتابوں اور اپنے عالم کی بات ہی سنتے ہیں۔ ہمارے پاس علم ہے۔ اور دنیادار کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو یہی کرتے دیکھا ہے، ہم تو اُسی پر عمل کریں گے۔ کیا ہمارے بڑے بوڑھے غلط تھے؟

اَب اللہ نے حق نازل کر دیا تو کیا اس کو نہیں مانو گے؟ اس نبیؐ سے پہلے جو نبی آئے اُن کو کیوں نہیں مانا(یہاں ہمیں دلیل سکھائی گئی) کہ چاہے حق آجائے پھر بھی نہیں مانیں گے؟ اللہ جب حق نازل کر دے یا ہمیں حق بات پتا چل جائے تو مان لینا چاہئے۔ باقی دنیا کے سب کام کرتے ہیں لیکن اللہ کے دین کے لئے کتنا وقت رکھا ہُوا ہے؟ اپنے اندر تڑپ پیدا کریں۔ دوسروں کی فکر کریں۔ نیکی کی طرف بلائیں۔ قرآن سے جڑ جائیں۔ باقی غم دور ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ وہی بات کہہ رہے ہیں جو پہلے کہی گئی۔ آیات پر غور کریں۔ محمدؐ کو تو اس لئے نہیں مان رہے کہ وہ بنی اسرائیل سے نہیں تھے، تم نے موسیٰؑ کے ساتھ کیا کیا؟

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾

اور موسیٰ تمہارے پاس کھلے ہوئے معجزات لے کر آئے تو تم ان کے (کوہِ طور جانے کے) بعد بچھڑے کو معبود بنا بیٹھے اور تم (اپنے ہی حق میں) ظلم کرتے تھے۔

اور تم شرک کرتے ہو۔ سورۃ لقمان میں ہے ان الشرك العظيم۔ یہ ان پر فردِ جُرم ہے۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ ۖ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُم بِقُوَّةٍ وَاسْمَعُوا ۖ قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ۚ قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُم بِهِ إِيمَانُكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٩٣﴾ اور جب ہم نے تم (لوگوں) سے عہد واثق لیا اور کوہ طور کو تم پر اٹھا کھڑا کیا (اور حکم دیا کہ) جو (کتاب) ہم نے تم کو دی ہے، اس کو زور سے پکڑو اور جو تمہیں حکم ہوتا ہے (اس کو) سنو تو وہ (جو تمہارے بڑے تھے) کہنے لگے کہ ہم نے سن تو لیا لیکن مانتے نہیں۔ اور ان کے کفر کے سبب بچھڑا (گویا) ان کے دلوں میں رچ گیا تھا۔ (اے پیغمبر ان سے) کہہ دو کہ اگر تم مومن ہو تو تمہارا ایمان تم کو بری بات بتاتا ہے۔

ہر حال میں اس پر عمل کرو۔ کچھ کو کتاب مشکل لگے گی کیونکہ مصروفیات ہیں۔ کہیں بیماری ہے۔ کہیں کوئی اور مسئلہ ہے۔ جس طرح ہم گاڑی ہر وقت ایک رفتار سے نہیں چلا سکتے۔ اب گھبرا کر راستہ تو نہیں چھوڑنا؟ اس طرح علم کے سفر میں کبھی تیز رفتاری ہو گی کہیں آہستہ۔ ہر وقت حالات اچھے نہیں رہیں گے۔ کبھی مشکل آئے گی۔ گھبرا کر چھوڑ نہ جائیں۔ کبھی طعنے ملیں گے۔

جو کتاب اللہ نے دی ہے اس کو زور سے پکڑ لیں۔۔ اللہ کے احکام کو غور سے سُنیں۔ پھر وہ کہتے ہم نے سن تو لیا لیکن مانیں گے نہیں۔ یعنی عمل نہیں کرنا۔ کچھ لوگوں کا پورا قرآن پڑھ کر یہی حال ہوتا ہے۔ اپنے روّیے سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے احکام پر کتنا عمل کرتے ہیں۔ اپنے بچھڑے پہچانیں۔ یعنی اپنے weak points کو دیکھیں۔ اپنا جائزہ لیں کہ مجھے اللہ اور اس کی کتاب سے زیادہ کونسی چیز اچھی لگتی ہے۔؟ کہاں نافرمانی کرتے ہیں؟

"(اے پیغمبر ان سے) کہہ دو کہ اگر تم مومن ہو تو تمہارا ایمان تم کو بری بات بتاتا ہے۔" جو ہم سب کے سامنے ہوں وہی تنہائی میں ہوں۔ حدیث کا خلاصہ ہے کہ وہ بندہ جو سامنے تو مومن ہو اور تنہائی میں گناہوں میں مُبتلا ہو وہ اللہ کے غضب کا شکار ہے۔

ایک گلاس بھرا ہُوا ہے تو اس میں اور کیسے ڈالیں؟ اس لئے اپنے دل کو دنیا کی محبت سے خالی کریں گے تو اللہ، رسولؐ اور قرآن کی محبت دل میں جائے گی۔ اللہ کے دین پر لوگوں کو بلائیں۔ کسی کو لفٹ دے کر۔ کسی کو سوشل گیدرنگز کا کہہ کر۔ لوگوں کو اچھی بات بتا کر دین کی طرف لائیں۔

یہاں یہود کے ایک اور دعوے کا جواب ہے۔ وہ کہتے تھے کہ جنت ہمارے لئے ہے۔

قُلۡ اِنۡ كَانَتۡ لَـكُمُ الدَّارُ الۡاٰخِرَةُ عِنۡدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنۡ دُوۡنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۹۴﴾

کہہ دو کہ اگر آخرت کا گھر اور لوگوں (یعنی مسلمانوں) کے لیے نہیں اور خدا کے نزدیک تمہارے ہی لیے مخصوص ہے تو اگر سچے ہو تو موت کی آرزو تو کرو۔

یعنی اگر سچّے ہو تو موت کی دعا کرو۔ یہاں دنیا میں جو ذلّت اور بے بسی کا شکار ہو۔

وَلَنۡ يَّتَمَنَّوۡهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ ﴿۹۵﴾

لیکن ان اعمال کی وجہ سے، جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں، یہ کبھی اس کی آرزو نہیں کریں گے، اور خدا ظالموں سے (خوب) واقف ہے۔

اور ڈر اِن کو کیا ہے کہ اپنے اعمال ہی اچھے نہیں ہیں۔ اب اگر ایک بچے نے گانے تو سارے یاد کئے ہوں اور امتحان کے لئے سبق یاد نہ کیا، تو اس کو فیل ہونے کا ڈر ہو گا۔ جس نے محنت کی ہو گی وہ خوفزدہ نہیں ہو گا۔ مومن موت سے نہیں ڈرتا۔ مومن نے ساری زندگی آخرت کے لئے انویسٹ کیا ہوتا ہے۔ وہ بندہ جو گناہ والی زندگی گزار رہا ہے۔ اُس کو ہر وقت ڈر رہتا ہے، وہ ڈیپریشن کا شکار ہے۔ مرنا ہی نہیں چاہتا۔ اپنی ہی فکر پڑی رہتی ہے۔ مومن ایک کام کرتا ہے اپنے مرنے کی تیاری کرتا ہے۔ اس کو موت سے ڈر نہیں لگتا۔ ہمارا آج کا کلچر دیکھ لیں۔ بچے کو پیدا ہونے سے پہلے انجکشن لگانے شروع کر دیتے ہیں۔ ساری زندگی یہی فکر کہ کہیں مر نہ جائیں۔ خودکشی تو اسلام میں ویسے ہی حرام ہے۔

وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَىٰ حَيَاةٍ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا ۚ يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُعَمَّرَ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ

﴿۹۶﴾ بلکہ ان کو تم اور لوگوں سے زندگی کے کہیں حریص دیکھو گے، یہاں تک کہ مشرکوں سے بھی۔ ان میں سے ہر ایک یہی خواہش کرتا ہے کہ کاش وہ ہزار برس جیتا رہے، مگر اتنی لمبی عمر اس کو مل بھی جائے تو اسے عذاب سے تو نہیں چھڑا سکتی۔ اور جو کام یہ کرتے ہیں، خدا ان کو دیکھ رہا ہے۔

بلکہ لمبی زندگی کا لالچ ہے۔ اور زندگی سے محبت ہے۔ عمر جتنی مرضی ہو جائے لیکن یہ عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔ چاہے یہ ہزار سال دنیا میں رہ لیں۔ پھول کی کتنی زندگی مختصر ہے لیکن لوگوں کو فیض دیتا ہے۔ دعا کیا کریں کہ برکت والی زندگی ہو۔

حدیث پاکؐ ہے کہ بہترین زندگی وہ ہے جس میں اچھے کام کریں۔ تو لمبی زندگی کا تب ہی فائدہ ہے کہ نیک کام کئے جائیں۔

بعض لوگ لمبی عمر چاہتے ہیں اور آج کل کچھ لوگ اپنی لاش کو فریز کروا لیتے ہیں۔ کچھ لوگوں کو خیال ہے کہ مستقبل میں جب سائنس ترقی کر جائے گی تو ان لاشوں کو دوبارہ زندہ کر لیا جائے گا۔

اس عمل کو Cryonics کہتے ہیں۔ اس کی کچھ تفصیل درج ذیل ہے؛

http://nurulquran.com/Presentations/cryonic/cryonics.html

~*~ Cryonics~*~

Cryonics is the preservation of legally dead humans or pets at very low temperature (below −200ºF, −130ºC) in the hope that future science can restore them to life, youth and health.

Below are few pics which give us an idea how it is done:

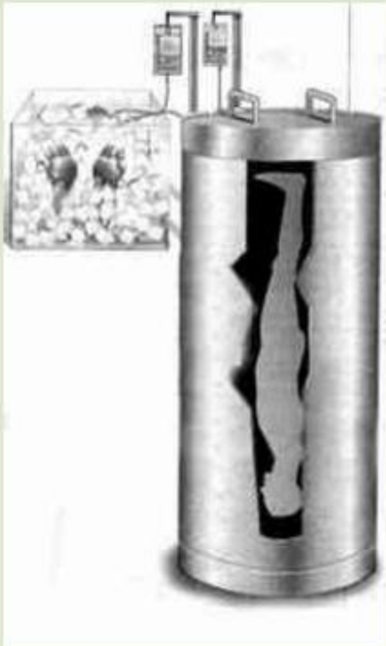

Few Points How cryonics is done?

لاشوں کوسرد کرکے محفوظ کرنے کا کام:

۱۹۶۷ میں ایک برطانوی کی لاش کو اس دن کے لئے سرد کردیا گیا کہ اس کی روح واپس آ کر اس کو پھر سے دنیا کو ڈرانے کے لئے واپس آئے گی۔ اور یہ دن ۱۹۹۷ میں آیا کہ وہ پھر سے آ کر دنیا کو تباہی سے بچایا۔

لاشوں کوسرد کرنے کی تاریخ:

پہلا انسان جس کو سرد کیا گیا تھا وہ ایک ۷۳ سالہ سائیکالوجسٹ ڈاکٹر جیمس بیڈفورڈ تھا۔ جس کو ۱۹۶۷ میں محفوظ کیا گیا۔ اس کا جسم ابھی بھی (Alcor Life extension foundation) میں اچھی حالت میں موجود ہے۔ اس نظریہ کی ابتداء کہ "انسان کو سرد کرکے پھر واپس زندگی کی طرف لایا جاسکتا ہے" ایک کتاب "the prospect of immorality" سے ہوئی جو ایک فزکس کے استاد رابرٹ اٹنجر نے ۱۹۶۴ میں لکھی۔ لفظ cyronics لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کے معنیٰ ہیں سردی۔

جسموں کوسرد کرنے کا طریقہ:

اگر آپ نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ آپ کے جسم کو سرد کرکے محفوظ کردیا جائے گا تو اس کا طریقہ کار کیا ہوتا ہے؟ پہلے تو آپ کو یہ سہولت جوائن کرنے کی سالانہ فیس ۴۰۰ ڈالر دینی ہوگی پھر جب آپ کی طبعی موت واقع ہوجائے گی تو ان کی ٹیم کام شروع کرتی ہے۔ وہ سب سے پہلے آپ کے دماغ کو اتنی آکسیجن دیتے ہیں جو اس کام کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ پھر آپ کے جسم کو برف میں میں بند کردیا جاتا ہے اور ایک انجیکشن لگایا جاتا ہے تاکہ آپ کا خون راستے میں جم نہ سکے۔ جب آپ کے جسم کو اس جگہ پہنچا دیا جاتا ہے تو سرد کرنے کا کام شروع ہوتا ہے۔ ان کی ٹیم پہلے جسم سے تمام پانی نکال کر اس میں ایک کیمیکل کو بھر دیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے جسم کے اعضاء جمنے سے محفوظ رہتے ہیں اس طریقہ کو vitrification کہا جاتا ہے۔

جب جسم کے پانی کو کیمیکل سے بدل دیا جاتا ہے تو جسم کو خشک برف پر ڈالا جاتا ہے اور جسم کا درجہ حرارت -130 C or -202F تک کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد جسم کو ایک برتن میں ڈالا جاتا ہے اور پھر اس برتن کو ایک دھات کے ٹینک میں ڈال دیا جاتا ہے جو مائع نائٹروجن سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور اس کا درجہ حرارت -196 C or -320F ہوتا ہے۔ آپ کے جسم کا سر الٹا رکھا جاتا ہے تا کہ اگر کبھی ٹینک میں سوراخ ہو جائے تو دماغ مائع میں ڈوبا رہے۔

اس طریقہ کی لاگت تقریبا $150,000 ہوتی ہے اور زیادہ اچھے طریقہ کے لئے $50,000 جس میں دماغ کو ایک طریقہ سے محفوظ کیا جاتا ہے جس کو neurosuspension کہتے ہیں۔

درجنوں کے حساب سے لوگوں کے اجسام کو سرد کر کے رکھا گیا ہے۔ جس میں ایک بیس بال کھلاڑی ٹیڈ ولیمس بھی ہے۔ لیکن کسی بھی محفوظ کئے ہوئے جسم کو واپس زندگی کی طرف نہیں لایا جا سکا اور ایسا کرنا مستقبل میں نظر بھی نہیں آتا کیونکہ جسم کو دوبارہ گرم کرنے کا طریقہ ٹھیک سپیڈ سے نہیں ہوتا۔